خطاب : حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم
ضبط وترتیب: محمد رضوان جیلانی
ترقیم وتنقیح: ادارہ

طالبعلمی کی زندگی مجاہدے کی زندگی ہے

شب جمعرات بتاریخ ۲۲ رجمادی الثانیۃ ۱۴۳۵ھ بعد نماز مغرب جامع مسجد جامعہ دارالعلوم کراچی میں رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے طلبہ سے اصلاحی خطاب فرمایا۔ اہمیت کے پیش نظر اس بیان کے خاص خاص نکات شامل اشاعت کیے جارہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ادارہ)

خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا:

عزیز اور ہونہار طلباء اور میرے بیٹو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خواہش تو یہی رہتی ہے کہ آپ سے مہینے میں کم از کم ایک مرتبہ خطاب ہو جایا کرے لیکن نوبت نہیں آتی، اسفار اور کچھ جسمانی عوارض رکاوٹ بن جاتے ہیں مگر خیر ایک بات سے مجھے خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے طلباء کو بیان کا ذوق وشوق ہے وہ ہم سے کہتے رہتے ہیں اور یاددہانی بھی کراتے رہتے ہیں، آج بھی ہمیں بالکل اس طرف دھیان نہیں تھا کہ آپ سے خطاب ہو۔ ہماری ہر بدھ کو مجلس ہوا کرتی ہے، بدھ کی رات کو چند ساتھی جمع ہو جاتے ہیں اور ہم معارف القرآن کا کچھ حصہ پڑھتے اور سنتے ہیں، دفتر والوں کے پاس فون آتے ہیں انہوں نے پوچھا کہ وہ مجلس ہوگی یا نہیں؟ مولانا فخر صاحب نے یاددلایا کہ حضرت آپ کا طلباء سے بہت عرصے سے خطاب نہیں ہوا طلباء کہہ بھی رہے ہیں، تو ہم نے کہا کہ دونوں مجلسوں میں تداخل کر لیتے ہیں، چنانچہ الحمدللہ ایک ہی وقت میں دو کام ہو گئے۔

ہم سب جنت کے مسافر ہیں

بقرعید کے بعد کا وقت بہت سفروں میں رہا پہلے جنوبی افریقہ کا سفر ہوا اس میں دو تین ہفتے لگ

گئے، وہاں سے آنے کے چند روز بعد ہی حرمین شریفین کا سفر ہوا، ساؤتھ افریقہ میں بھی ایک کانفرنس تھی اور مکہ مکرمہ میں بھی رابطہ عالم اسلامی کی ایک کانفرنس تھی، حرمین شریفین میں حاضر ہوئے بھی بہت عرصہ ہوگیا تھا اللہ نے وہاں حاضری کی توفیق عطا فرمادی۔ وہاں سے آئے تو اگلے ہی دن معلوم ہوا کہ مجھے ملتان جانا ہے کیونکہ انعامات کے جلسے ہورہے تھے۔ سندھ کا جلسہ دارالعلوم میں، پنجاب کا ملتان میں، بلوچستان کا کوئٹہ میں اور صوبہ سرحد، خیبر پختون خوا کا جلسہ پشاور میں ہونا تھا اور سب جگہ جانا پڑ گیا۔ حرمین شریفین سے واپسی پر سونے میں بڑا مزہ آتا ہے بڑی گہری نیند آتی ہے نیند رکی ہوئی ہوتی ہے اور تکان زیادہ ہوا ہوتا ہے تو لیٹے اور نیند آجاتی ہے، لیکن ہمیں اگلے ہی دن یہ سفر پیش آگیا کہ ملتان چلے گئے، اس کے بعد دارالعلوم کا جلسہ، پھر اگلے دن کوئٹہ، پھر اگلے دن پشاور، پشاور سے پھر اسلام آباد۔ اسلام آباد سے یہاں رات کو تین بجے واپس آئے۔ ابھی پوری طرح فارغ نہیں ہوئے تھے کہ یورپ کا سفر پہلے سے طے شدہ تھا وہاں جانا ہوگیا۔ وہاں تین ملکوں میں جانا ہوا جرمنی، بیلجیئم اور ہالینڈ۔ میرے ساتھ مولانا زبیر صاحب بھی تھے ان کو تو دو دن کے لیے سویڈن بھی جانا پڑ گیا۔ تو سفر ہی سفر تھے اور انسان کی زندگی ہی سفر ہے ہم سب کا سفر جنت کی طرف ہورہا ہے اور حدیث جو میں نے ابھی پڑھی ہے کہ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْماً، سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ طَرِیْقاً اِلَی الْجَنَّۃِ یعنی جو شخص ایسے راستے پر چلتا ہے جس کے اندر وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کردیتے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ حضرات نے تو اپنی زندگی علم کے لیے وقف کر رکھی ہے۔

طلبہ نے پوری زندگی کا چلہ لگا رکھا ہے

تبلیغی جماعت کا کام اللہ کے فضل وکرم سے بڑی خیر وبرکت کا کام ہے دنیا بھر میں ہم جہاں بھی جاتے ہیں وہاں تبلیغ کا کام کرنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں اور اس کام کی برکات ہیں، اللہ تعالی نے تبلیغی جماعت سے بہت بڑا کام لیا ہے، لیکن ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغی جماعت میں تو چلہ لگادیا گھر آگئے، چار مہینے لگادئے پھر گھر آگئے اور اپنے کام میں لگ گئے زیادہ سے زیادہ سال لگادیا پھر گھر پر آگئے۔ ہم نے تو پوری زندگی کا چلہ لگا رکھا ہے۔ آپ ہیں اور ہم ہیں سب کے سب الحمد للہ اسی کشتی کے سوار ہیں اور جنت کے راستے پر ہیں ان شاء اللہ۔ جب سے آنکھ کھلی تھی تو آپ

نے بھی اور میں نے بھی اپنے آپ کو الف، با، تا پڑھتا ہوا پایا تھا۔

قاعدۂ بغدادی میں زندگی کا پہلا تھپڑ

مجھے یاد ہے کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تھا تو دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ مجھے قاعدہ بغدادی کا سبق الف با، تا پڑھا رہے تھے، پہلی تختی آگئی، پھر دوسری تختی آگئی، پھر ایک ایسی تختی آئی جو تشدید والی تھی۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو اس میں تشدید ہے اور تشدید والا لفظ دو دفعہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ تو کہا کہ پڑھو تو مجھ سے نہیں پڑھا گیا تو کہا کہ ایسے نہیں تشدید کے ساتھ پڑھو، جس طرح وہ کہتے تھے مجھ سے پڑھا نہیں جا رہا تھا تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تھپڑ مارا، میں نے بہت زیادہ شور کیا کیونکہ کبھی تھپڑ ہی نہیں کھایا تھا، یہ زندگی کا پہلا تھپڑ تھا، لاڈ پیار میں زندگی گزری تھی، والد صاحب بھی پچھتانے لگے کہ کیا ہو گیا ہے، دارالافتاء میں ہنگامہ ہو گیا فتوی لکھتے ہوئے سب کے قلم رک گئے اور دور دور تک آوازیں جا رہی تھیں۔ مگر تھپڑ قاعدہ بغدادی میں تشدید پر پڑا تھا، خیر کچھ دیر کے بعد والد صاحبؒ نے مجھے پیسے دیئے کہ باہر دکانیں ہیں وہاں سے چیز خرید لو اور گھوم پھر کے آجاؤ۔ تو ہم نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو قاعدۂ بغدادی پڑھتے ہوئے پایا تھا اور تھپڑ پہلا کھایا تھا۔ اس وقت سے اب تک یہی پڑھنے پڑھانے کا قصہ ہے۔

تدریس کا زمانہ بھی طالبعلمی کا زمانہ ہے

تدریس کا زمانہ بھی پڑھنے کا اور طالبعلمی کا زمانہ ہوتا ہے طالبعلمی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ہم جو پڑھتے ہیں اس میں پڑھانے کی بھی نیت ہوتی ہے لیکن اس سے زیادہ نیت اس بات کی ہوتی ہے کہ اپنا علم تازہ ہوگا اور علم میں اضافہ ہوگا، مزید تحقیق کریں گے، ہم الحمدللہ طالبعلم ہیں۔ پوری زندگی اسی میں لگی ہوئی ہے یہ معمولی بات ہے کہ اللہ کے راستے میں پوری زندگی لگی ہوئی ہے۔ اچھا یہ جو ہم پڑھ رہے ہیں اس کے بعد ہمیں کسی عہدے کی توقع ہے کہ کوئی سرکاری عہدہ مل جائے گا؟ یا مال و دولت بہت بڑی مل جائے گی؟ کچھ بھی نہیں ملے گا چھوٹی موٹی تنخواہ میں کسی مدرسے میں جا کر کام کرلیں گے، پڑھالیں گے، مسجد میں امامت خطابت کرلیں گے، کوئی تصنیف وتالیف یا فتوی کا کام کرلیں گے، لیکن ان شاء اللہ یہ بات ہے کہ بھوکے نہیں مریں گے اللہ تعالی اپنے بندوں کو بھوکا نہیں رکھتا۔ ایسی آزمائش میں نہیں ڈالتا جو

برداشت میں نہ ہو، الحمد للہ ایسی بات تو نہیں ہے جب آدمی اللہ کے راستے میں نکلتا ہے تو اللہ تعالی کفالت بھی فرماتے ہیں لیکن بڑے عہدوں اور بڑے مال و دولت کی توقع پر نہ ہم پڑھ رہے ہیں نہ پڑھا رہے ہیں، راستہ ہمارا جنت کا ہے وہ مل گئی تو سب کچھ مل گیا اللہ تعالی دلوادے۔ اس واسطے اپنے آپ کو خوش رکھا کرو کہ اللہ تعالی نے ہمیں اس راستے میں لگا رکھا ہے۔

جنت کا راستہ تقوی کے ساتھ طے ہوتا ہے

اور یہ چونکہ جنت کا راستہ ہے تو تقوی کے ساتھ طے ہوگا چھوٹے بڑے ہر قسم کے گناہ سے بچنے کا اہتمام کریں، اللہ کے فضل وکرم سے یہ چار دیواری بے شمار گناہوں سے بچاتی ہے باہر نکلیں گے تو آپ کو کتنے منکرات نظر آئیں گے اور کچھ نہیں تو عورتوں کی تصویریں بورڈوں پر نظر آئیں گی، نامحرم عورتیں نظر آئیں گی اور بھی پتہ نہیں کیا کیا شکلیں نظر آئیں گی، کسی ہوٹل میں جائیں گے تو وہاں میوزک اور گانا باجا سنائی دے گا، اللہ تعالی نے آپ کو اس چار دیواری میں پتہ نہیں کتنے کتنے گناہوں، کتنی کتنی آزمائشوں اور آفتوں سے بچا رکھا ہے۔ پورے ملک اور خاص طور سے کراچی میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے، لیکن اس چار دیواری میں اللہ تعالی نے آپ کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کر رکھی ہے آپ کے ماں باپ بھی مطمئن ہیں کہ دارالعلوم میں اپنے بچوں کو بھیج رکھا ہے، ہم بھی مطمئن ہیں کہ یہ بچے ہمارے پاس الحمد للہ حفاظت سے رہ رہے ہیں۔

طالبعلمی اصلاح کا زمانہ ہے

ایک بات اور یہ ہے کہ ویسے تو ہم آپ لوگوں سے شکایت کرتے رہتے ہیں کہ فلاں فلاں خرابیاں ہیں۔ بعض اوقات پرچے میں بھی لکھی ہوئی آجاتی ہیں، آپ لوگوں کی قابل اصلاح باتیں ہوتی ہیں مگر یہ عمر ہی اصلاح کی ہوتی ہے آپ لوگ آئے ہی اصلاح کے لیے ہیں ہمارا کام ہے کہ آپ لوگوں کو سکھائیں۔

دارالعلوم کا فیض پوری دنیا میں

الحمد للہ ایک بات میں دیکھتا ہوں کہ جس طرح میں کہہ رہا تھا کہ تبلیغی جماعت کا کام ہر جگہ نظر آتا

ہے، میں شکر ادا نہیں کرسکتا کہ تقریباً یہی بات جامعہ دارالعلوم کراچی کے فیض کی ہے، دنیا کے جس علاقے میں چلے جائیں کم از کم میرے ساتھ تو یہ ہوتا ہے کہ جامعہ دارالعلوم کراچی کا فیض نظر آتا ہے یا تو دارالعلوم کراچی کے فارغ التحصیل علماء نظر آئیں گے اور وہ اپنے علاقے میں نیک نام اور با اثر ہیں، لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اور ان کی بات مانتے ہیں یا ایسے لوگ نظر آئیں گے جو ہمارے پاس دارالعلوم کی مسجد میں کسی زمانے میں جمعہ کی نماز پڑھتے رہے ہیں۔

ابھی ہم جرمنی میں گئے تو وہاں یونیورسٹی کا ایک شہر ہے، اس یونیورسٹی میں چوبیس ہزار طلبہ پڑھتے ہیں جن میں سے چار ہزار طلبہ مسلمان ہیں ان میں عرب، ترکی اور انگلینڈ وغیرہ کے بھی مسلمان تھے اور پاکستانی طلبہ بھی بہت تھے۔ ہمارے میزبانوں نے یہ انتظام کیا کہ وہ نوجوان جو یونیورسٹی میں انجینئرنگ اور اونچی ڈگریاں لینے کے لیے زیر تعلیم ہیں ان سے میرا خطاب رکھا۔ وہاں ایک بڑی مسجد تھی جو ترکوں نے بنائی تھی، پوری مسجد بھری ہوئی تھی۔ مجھے تو چونکہ طالبعلموں سے خطاب کرنے میں بہت مزہ آتا ہے اور میں آپ حضرات کو بھی کہتا رہتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو چونکہ طالبعلم ہی سمجھتا ہوں اس لئے طلباء ہی میری برادری ہیں تو جو باتیں میں آپ سے کرتا ہوں وہی باتیں میں نے ان سے کیں، وہ اس سے بہت خوش ہوگئے۔ میں نے کہا میں بھی طالبعلم ہوں آپ بھی طالبعلم ہیں اور علم کی طلب تو کبھی بھی ختم نہیں ہوتی۔ میں جب طلباء سے سبق میں یا ویسے ہی خطاب کرتا ہوں تو وہ لمحہ مجھے سب سے زیادہ عزیز نظر آتا ہے، اسی طریقے سے آج مجھے آپ سے خطاب کر کے خوشی ہورہی ہے اور جو آپ تعلیم حاصل کررہے ہیں اس کو دنیا کی تعلیم نہ سمجھیں نیت کی بات ہے آپ یہی تعلیم حاصل کریں اور نیت یہ کریں کہ امت مسلمہ بلکہ پوری انسانیت کی خدمت کریں گے اور انسانوں کو فائدہ پہنچائیں گے تو آپ کا یہ کام عبادت بن جائے گا۔ آپ اپنے آپ کو دنیا دار نہ سمجھیں، مسلمان دنیادار نہیں ہوتا مسلمان دین دار ہوتا ہے چاہے وہ کالج یا یونیورسٹی میں پڑھتا ہو یا مزدوری اور ملازمت کرتا ہو۔ خیر وہ بہت مانوس ہوگئے انہوں نے بڑا وقفہ سوال وجواب کا رکھا تھا ان میں بے تحاشا تڑپ اور طلب ہے، یورپ کے تینوں ملکوں میں جہاں بیان ہوتا تھا تو وہاں ہر بیان کے بعد سوال وجواب کا وقفہ رکھا جاتا تھا کیونکہ وہاں علماء نہیں ہیں وہ علماء کی تلاش میں رہتے ہیں۔ وہاں بہت سارے نوجوان پڑھتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تو آپ کے (کے ایریا) میں رہ چکے ہیں اور ہم جمعہ کی نماز آپ کے پیچھے پڑھتے رہے ہیں۔

دارالعلوم کا فیض الحمدللہ پھیل رہا ہے اللہ کا بڑا فضل وکرم اور احسان ہے، اس کے بھی بے شمار

واقعات ہیں۔ہم ایک ڈیڑھ سال پہلے وسطی امریکہ کے ایک ملک پانامہ میں گیے ، ان لوگوں کی بہت عرصے سے طلب تھی اوراس ملک میں خاص خاص چیزیں بھی ہیں،وہاں ویسٹ انڈیز میں ایک جزیرہ ہے ٹرینیڈاڈ۔پوری دنیا میں ایک دو ملک ہی ایسے ہیں جہاں پاکستانیوں کو بغیر ویزہ کے داخلہ مل جاتا ہے ورنہ ہرایک پاکستانیوں سے ڈرتا ہے۔خیر وہاں جانے کا اچانک پروگرام بن گیا وہاں پہنچ گیے اور ایک مدرسہ میں بیان ہوا۔ہماری اہلیہ اور مولانا زبیر صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے۔ایک جگہ دعوت تھی تو ویسٹ انڈیز میں ایک خاتون ہماری اہلیہ سے مل کے کہنے لگیں کہ میں نے دارالعلوم کے مدرسۃ البنات میں فلاں زمانے میں تعلیم حاصل کی ہےاور کے ایریا میں ہم رہتے تھے۔

افریقہ کے ایک سفر میں ہم زیمبیا سے ملاوی گئے راستے میں ایک عالم کی تعریف سنتے رہے کہ بڑے اچھے عالم ہیں تو ملاوی کا دارالحکومت ہے،وہاں پہنچے قیام ہوا اور مسجد میں بیان ہوا تو ان مولوی صاحب سے میرا تعارف کروایا گیا۔وہ سیاہ فام عالم دین تھے،انہوں نے کہا کہ میں تو آپ کا شاگرد ہوں اوردارالعلوم کراچی میں، میں نے فلاں سن میں تعلیم حاصل کی ہے،اس پورے علاقے میں ان سیاہ فام عالم دین کے اثرات پھیلے ہوئے تھے۔وہیں سے پھر ہوائی جہاز میں اسی ملک کے ایک اورشہر میں گیے وہاں بھی ایک عالم کی بہت تعریف سننے میں آرہی تھی وہاں گیے تو وہ بھی سیاہ فام عالم دین تھے اور دارالعلوم کے فارغ التحصیل تھے۔

ساؤتھ افریقہ میں کیپ ٹاون دنیا کا بالکل آخری کنارہ ہے اب کی دفعہ کا تو یہ واقعہ نہیں ہے لیکن جب پچھلی مرتبہ گئے تو وہاں انہوں نے ایک بہت بڑا جلسہ رکھا اوراس میں زیادہ تر ملائشیا کے علماء ہوتے ہیں، پاکستان اور ہندوستان کے علماء شاذ و نادر ہوتے ہیں۔انہوں نے ایک بہت بڑی تنظیم بنا رکھی ہے اور بڑا اچھا کام کررہے ہیں، ہمیں بھی بلایا گیا تھا،وہاں ہم نے ایک عالم دین کے بارے میں سنا کہ روح رواں وہ ہیں تو جوسب سے اچھا کام کررہے تھے ان سے ملاقات جو ہوئی تو وہ سیاہ فام عالم دین تھے اوروہ کہنے لگے کہ میں آپ کا شاگرد ہوں اور دارالعلوم میں پڑھتا رہا ہوں۔اللہ رب العالمین کا کرم اوراحسان ہے کہ دارالعلوم کا فیض پوری دنیا میں پھیل رہا ہے۔

دارالعلوم کے طلباء کی ایک خصوصیت

یہ بات بھی ہے کہ ہمارے طلباء چاہے جیسے بھی ہوں ہم آپ کو ڈانٹے بھی رہتے ہیں لیکن آپ

الحمدللہ بہت سارے مدرسوں سے اچھے ہیں، جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں دوسری جگہوں کے فارغ التحصیل علماء بھی ہیں لیکن چند مدارس کے فضلاء کے بارے میں پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کسی اچھے مدرسے کے لوگ ہیں ان میں سرفہرست الحمدللہ دارالعلوم ہے، پھر جامعہ اشرفیہ لاہور، خیر المدارس ملتان، جامعہ امدادیہ فیصل آباد ان مدرسوں کے فاضلین نمایاں نظر آتے ہیں کہ ان کے اندر ایک قسم کا اعتدال، تقوی، اخلاص، تواضع اور انکساری نظر آتی ہے۔ الحمدللہ اللہ کا بڑا فضل وکرم اور احسان ہے۔

علماء کا انبیاء کے وارث ہونے کا مطلب

خوب یاد رکھیے کہ جہاں یہ بات ہے کہ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور جنت کا راستہ آسان ہوجاتا ہے آپ ان شاء اللہ انبیاء کے وارث بننے والے ہیں، وہاں یہ بات بھی ہے کہ وارث مورث اور میت کے مال کی ہر چیز میں حصہ دار ہوتا ہے اگر سوئی بھی ہے تو اس کے اندر بھی حصہ دار ہے۔ نبی میراث میں درہم اور دینار تو چھوڑ کر جاتے نہیں علم اور اپنا کردار چھوڑ کر جاتے ہیں، علم اپنے اقوال کے ذریعے چھوڑ کر جاتے ہیں اور عمل اپنے افعال کے ذریعے چھوڑ کر جاتے ہیں، ان کے افعال میں پورا دین ہوتا ہے۔ اس میں فقر وفاقہ بھی ہے مجاہدے بھی ہیں دشمنوں کی ایذا رسانیاں اور ان پر صبر کرنا بھی ہے، اللہ کی عبادت اور بندگی بھی ہے دین کی بات کو آگے پھیلانا بھی ہے سبھی کچھ ہے۔ اور اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے۔

وراثت انبیاء میں بنیادی چیز اعتدال ہے، دین کا خلاصہ ہیں دو چیزیں، ادائے حقوق اور حفظ حدود۔ اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرو اور ان میں حفظ حدود رکھو۔ یہ نہیں کہ اللہ کا حق بندوں کو دے دیا اور بندوں کا حق اللہ کو دے دیا اور بیوی کا حق ماں کو دے دیا اور ماں کا حق بیوی کو دیدیا، استاد کا حق باپ کو دیدیا اور باپ کا حق استاد کو دیدیا نہیں بلکہ ہر ایک کا حق ہے۔

جاری ہے......

دعاؤں کا طالب:
محمد عاصم، متخصص فی الافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
asimfarooq1080@gmail.com
www.facebook.com/asim1080
www.twitter.com/asimfarooq1080